چہرہ کے پردہ پر چند اشکالات کا جواب!

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اور مفتیان عظام اس شخص کے بارے میں جو مندرجہ ذیل نظریات کا حامل ہو۔

ا... قرآن کریم میں مردوں اور عورتوں دونوں کو غض بصر کا حکم ہے، دوطرفہ اس غض بصر کا تقاضا یہ ہے کہ ہر دو طبقے کے چہرے کھلے ہوں نہ کہ ملفوف، لہذا ثابت ہوا کہ عورتوں کے چہرے کا پردہ ثابت نہیں۔

۲... وہ ایک حدیث پیش کرتا ہے کہ حضرت ام شریک کے پاس صحابہ کرام کا جمگھٹا رہتا تھا، کیا یہ حدیث ثابت ہے اور اس کا صحیح مطلب کیا ہے؟ کیا اس سے غیر محرم عورتوں کے پاس آنا جانا ثابت ہوتا ہے؟

۳... عورتوں کے لئے ایسا نقاب تجویز کرنا جس سے وہ کسی فرد کو اچٹتی ہوئی نظروں سے بھی نہ دیکھ سکیں، یقینی طور پر منشائے قرآن کے خلاف ہے۔

۴... چہرہ ستر عورت میں شامل نہیں، لہذا اسے ظاہر کرنے میں کیا اعتراض کیا جاسکتا ہے؟

۵... قرآن کریم میں "ولیضربن بخمرہن علی جیوبہن" آیا ہے نہ کہ "علی وجوہہن" اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ چہرہ چھپانا نہیں چاہیے۔

۶"... ولایبدین زینتہن الا ماظہر منہا" میں منہا کے لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس سے کچھ زائد یعنی وجہ، کفین اور قدمین کا بناؤ سنگھار جو موقع و محل کی مناسبت سے اختیار کیا جاسکتا ہے، مثلاً مہندی، سرخی پاؤڈر، لپ اسٹک وغیرہ یعنی یہ چیزیں تب ہی ظاہر ہوسکتی ہیں جب مذکورہ اعضاء (وجہ، کفین) کھلے ہوں۔

۷"... ولایضربن بارجلہن لیعلم مایخفین من زینتہن" کا تعلق اصلاً بیرون زندگی سے ہے، جہاں بالعموم غیر محرموں سے واسطہ پڑتا ہے، یہ آیت اندرون خانہ زندگی سے متعلق نہیں۔

۸... عورتوں کی آواز کا پردہ نہیں اور آیت "فلا تخضعن بالقول" میں مطلق بات کرنے سے نہیں روکا گیا ہے، بلکہ موجب فتنہ آواز سے منع کیا گیا۔

۹... قرآن کریم میں مطلق ''تبرج'' سے نہیں، بلکہ ''تبرج جاہلیۃ اولٰی'' سے منع کیا گیا ہے اور تبرج کا مطلب ہے حسن کو نمایاں کر کے دکھانا، عورتوں کا ناز و انداز سے چلنا، بناؤ سنگھار جبکہ جاہلیۃ اولٰی کے تبرج کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں باریک لباس پہن کر نکلیں، یا ایسے کپڑے پہنیں جس سے جسم کے اکثر حصے نمایاں نظر آئیں اور مردوں کے لئے وجہ شہوت بن جائیں۔

۱۰''...ولو اعجبک حسنہن'' کے متعلق کہتا ہے کہ اس لئے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ چہرہ کھلا رکھنا اسلامی شریعت کا تقاضا ہے، کھلے چہرے کو خلاف اسلام بتانا گویا خدا کی شریعت میں کوئی نقص تلاش کر کے اسے ٹھیک کرنے کی کوشش ہے۔

۱۱''...واذا سالتموہن متاعاً فسئلوہن من وراء حجاب'' کا اصل کلام نامحرم لوگوں سے متعلق ہے، نہ کہ عورتوں کے باہر نکلنے سے، لہٰذا اس سے چہرے کا پردہ ثابت نہیں ہوتا۔

۱۲... انتہاء پسند مذہبی طبقوں کی خواتین میں آج کل جس نوعیت وہیئت کا پردہ رواج پاچکا ہے، اس پردے کے ساتھ عورتوں کا کاروبار، ہنگامی حالات میں مردوں کی معاونت، ایمرجنسی حالات میں ضرورت مندوں کی مدد وغیرہ ناممکن لگتا ہے۔

۱۳''...والّتی یاتین الفاحشۃ...فامسکوہن فی البیوت'' سے معلوم ہوا کہ عورتیں جب تک باکردار رہیں اس وقت تک انہیں باہر نکلنے کی پوری آزادی حاصل رہنی چاہیئے، البتہ مشکوک کردار میں ملوث نظر آنے پر ان کی نقل وحرکت پر پابندی لگا دینی چاہیئے۔

۱۴... عورتوں کا ہر حال میں اپنے چہرے چھپا کر نکلنے پر اصرار کرنا اسلام نہیں بلکہ مذہب کے نام پر غیر معتدل اور شدت پسندانہ طرز عمل ہے، جس سے اسلام کی مقبولیت پر حرف آتا ہے اور وہ بدنام ہوتا ہے۔

۱۵... عورتیں کھلے چہروں کے ساتھ باقی بدن چھپا کر باہر نکل سکتی ہیں۔ اجنبی مردوں سے عند الضرورت محو کلام ہو سکتی ہیں، بیرون خانہ ضروری امور کی انجام دہی کے لئے تنہا سفر کر سکتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ:

۱... کیا مذکورہ نظریات درست ہیں؟

۲... مذکورہ نظریات کے حامل شخص کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

مستفتی: طلبہ و طالبات جامعہ کراچی

الجواب ومنه الصدق والصواب

سوال میں ذکر کردہ نظریات کی تصحیح یا تغلیط سے پہلے چند ضروری اور اہم امور کا سمجھنا ضروری ہے۔
ا... پردے کا حکم بلاشبہ ایک دینی اور شرعی امر ہے، لیکن پردے کا حکم خود شریعت کا مقصود نہیں، بلکہ ایک مہلک اور خطرناک فتنے یعنی بے حیائی عریانی، سیاہ کاری اور فحاشی کے سدباب اور اس کی روک تھام کے لئے پردے کا حکم دیا گیا ہے، یہ فتنہ انسانیت اور انسانی سوسائٹی کے لئے سم قاتل اور اقوام کی بربادی کا پیش خیمہ ہے، اس لئے شریعت مطہرہ نے بے حیائی اور فحاشی کے تمام ذرائع سے اسلامی معاشرے کو محفوظ رکھنے کے لئے پردے کا حکم دیا۔

اسلام نے حجاب فطری کا ایک ایسا حیا آموز اور خوش انجام پروگرام پیش کیا ہے جس کی پیروی ایک طرف شریفانہ اخلاق اور خواتین کی آبرو کی کفیل ہے، اور دوسری طرف عام مادی فلاح وبہبود اور تحفظ انسانیت وقومیت کی ضمانت دار ہے، جس کے دائرے میں نہ زنا قدم رکھ سکتا ہے اور نہ ہی دواعی واسباب زنا کی چل سکتی ہے۔

۲... پردے کے اہتمام کے لئے قرآن کریم میں سات آیات اور ذخیرۂ احادیث میں ستر سے زائد احادیث موجود ہیں جو عورتوں کے لئے پردے کے سلسلے میں رہنمائی کا کام دیتی ہیں، چنانچہ ان آیات اور روایات میں غور وفکر کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ عورت کے لئے اصل پردہ اس کے گھر کی چار دیواری ہے، کیونکہ عورت کی مثال ایک مخفی خزانے کی ہے جس کو صرف وہی شخص کام میں لانے کا حقدار ہے جو اس خزانے کا شرعاً مالک ہو، اس سے عفت اور پاکدامنی کی فضا قائم ہوتی ہے، لیکن اگر یہ مخفی دولت اپنے مقرر کردہ مقام سے بغیر ضرورت شرعی باہر نکل کر غیر محرموں کی نگاہوں میں آجائے، آزادانہ چلت پھرت اختیار کرے، اجنبیوں سے بے حجاب اختلاط اور میل جول رکھے اور ان کے ساتھ ہنسی مذاق میں مشغول اور محو گفتگو ہو تو اس سے بے حیائی، فحاشی اور عریانی کے لئے راہ ہموار ہوتی ہے، جس سے اسلامی معاشرے کی معاشرتی اور اخلاقی حدود دپامال ہونا یقینی تھا، اس لئے شریعت مطہرہ میں سب سے پہلے عورت کو اپنے گھر کی

چار دیواری ہی میں بیٹھے رہنے کا حکم دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”وقرن فی بیوتکن“ (احزاب:۳۳):...اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو۔ اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”واذا سألتموھن متاعاً فسئلوھن من وراء حجاب“ (الاحزاب:۵۳) :... اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر (کھڑے ہو کر وہاں سے) مانگا کرو۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ عورت کا اصل شرعی پردہ گھروں میں بیٹھنا ہے' تا کہ ان کا کوئی بھی حصہ مردوں کے سامنے ظاہر نہ ہو اور پردے کا اہتمام اتنا شدید ہے کہ عورت کو اپنے زیورات کی آواز تک چھپانے کا حکم دیا گیا ہے اور غیر محرموں کو وہ آواز تک سنانے سے منع کیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”ولایضربن بارجلھن لیعلم مایخفین من زینتھن“ (النور:۳۱) :...اور (پردے کا یہاں تک اہتمام رکھیں کہ چلنے میں) اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ کہیں ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے۔

حدیث شریف میں رسول اللہ ا کا ارشاد گرامی منقول ہے:

”المرأة عورة، فاذا خرجت استشرفها الشيطان“رواه الترمذی“(مشکوٰۃ کتاب النکاح، باب النظر الی المخطوبةوبیان العورات الفصل الثانی، ص:۲)

ترجمہ:... عورت پردے میں رہنے کی چیز ہے، چنانچہ جب کوئی عورت (اپنے پردے سے) باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو مردوں کی نظر میں اچھا کر کے دکھاتا ہے۔(مظاہر حق ۳/۲۶۸)

ایک صحابیہ حضرت ام حمید ساعدیہ رسول اللہ ا کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ: یارسول اللہ! میری پسند خاطر یہ ہے کہ میں آپ کے ساتھ نماز ادا کروں، تو آپ انے ارشاد فرمایا:

”قد علمت انک تحبین الصلوٰۃ معی وصلوٰتک فی بیتک خیر لک من صلوتک فی حجرتک، وصلوتک فی حجرتک خیر لک من صلوتک فی دارک، وصلوتک فی دارک خیر لک من صلوتک فی مسجد قومک، وصلوتک فی مسجد قومک خیر لک من صلوتک فی مسجدی“۔ (رسالة تفصیل الخطاب فی تفسیر آیات الحجاب، جزء من احکام القرآن المسمی بدلائل القرآن علی مسائل النعمان ۵/۲۸۴ طبع انٹرنیشنل پریس میکلو روڈ کراچی)

ترجمہ:..."میں نے سمجھ لیا، پس بات (مختصر) یہ ہے کہ تیری نماز تیرے گھر کی کوٹھری میں افضل ہے گھر کے دالان سے، اور دالان میں تیری نماز افضل ہے عام صحن کی نماز سے اور عام صحن کی نماز افضل ہے، مسجد محلہ میں نماز پڑھنے سے، اور محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے میری مسجد میں نماز پڑھنے سے"۔(شرعی پردہ از مولانا قاری محمد طیب)

غور کیجئے! کہ نماز جیسی اہم عبادت اور وہ بھی مسجد نبوی ا میں، سرکار دوعالم ا کی اقتداء میں، صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایسی جماعت کے ہمراہ کہ جن کی عفت مآب زندگی امت محمدیہ کے لئے تحفظ عفت وعصمت کا اعلیٰ نمونہ اور مثال ہے، اس کے باوجود آپ ا کا ان صحابیہ کو اپنے گھر ہی میں چھپ کر پڑھنے کو افضل قرار دینے سے یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ عورت کے لئے فطری ماحول اس کی چار دیواری ہے۔ انہی نصوص کو بنیاد بناکر امت مسلمہ کے فکر سلیم رکھنے والے دانشوروں اور داناؤں نے جنہیں دنیا فقہاء کرام کے نام سے جانتی ہے، یہ فتویٰ جاری کیا کہ عورت کا بلاضرورت شرعی گھر سے نکلنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے، علامہ آلوسی روح المعانی میں لکھتے ہیں:

"وقد یحرم علیھن الخروج بل قد یکون کبیرۃ کخروجھن لزیارۃ القبور اذا عظمت مفسدتہ وخروجھن ولو الی المسجد وقد استعطرن وتزین اذا تحققت الفتنۃ واما اذا ظنت فھو حرام غیر کبیرۃ، ومایجوز من الخروج کالخروج للحج وزیارۃ الوالدین وعیادۃ المرضیٰ وتعزیۃ الاموات من الاقارب ونحو ذلک فانما یجوز بشروط مذکورۃ فی محلھا"۔(روح المعانی ج:٨، جزء ١١ ص:١٨٨ دار الکتب العلمیہ)

٣... اسلام ایک متشدد مذہب نہیں جس میں حکم کا صرف ایک ہی پہلو ہو کہ عورتیں گھروں ہی میں بیٹھی رہیں، بلکہ اسلام نے ان کی شرعی ضرورتوں کی بناء پر ان کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے، البتہ اس فتنہ بے حیائی کے پیش نظر عورت پر گھر سے باہر نکلتے وقت کچھ پابندیاں لگائی ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:
"یا ایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن"۔(الاحزاب:٥٩)

ترجمہ:... اے پیغمبر! اپنی بیبیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے کہہ دیجئے کہ (سر سے) نیچی کر لیا کریں اپنے (چہرے) کے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں"۔

اس کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ بن عباس پردے کی کیفیت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عورت جب کسی ضرورت شرعی کی وجہ سے باہر نکلے تو ایک بڑی چادر کے ذریعے سر اور چہرہ ڈھانپ کر نکلے اور صرف راستہ دیکھنے کے لئے ایک آنکھ کھلی رہے"۔

"امر اللہ نساء المؤمنین اذا خرجن من بیوتھن فی حاجة ان یغطیھن وجوھھن من فوق رؤسھن بالجلابیب ویبدین عینا واحدة"۔ (تفسیر ابن کثیر ۵/ ۲۳۱)

اسی سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "ولا تبرجن تبرج الجاھلیة الاولیٰ" (الاحزاب: ۳۳)... اور قدیم زمانۂ جہالت کے دستور کے مطابق مت پھرو، (جس میں بے پردگی رائج تھی، گو بلا فحش ہی کیوں نہ ہو) تبرج کا مطلب یہ ہے کہ عورت اپنے محاسن مردوں کے سامنے ظاہر کرے کہ جس سے مردوں میں اس کی طرف میلان پیدا ہو جائے، تو آیت کا مطلب یہ ہوا کہ تم اپنی زیب وزینت کو اسلام آنے کے بعد اس طرح ظاہر نہ کرتی پھرو جس طرح اسلام سے پہلے کفر کے زمانے میں عورتیں کرتی تھیں۔ اسی طرح عورت نے اگر بوجہ امر شرعی باہر نکلنا ہی ہے تو مندرجہ ذیل شرائط کی پابندی لازمی ہے۔

۱... زیب وزینت اور خوشبو وغیرہ کا استعمال نہ کرے۔ ۲... بجنے والا زیور استعمال نہ کرے، ۳... اس کی چال ناز ونخرے والی نہ ہو، ۴... راستے کے درمیان میں چلنے سے بچتے ہوئے ایک طرف کو ہو کر چلے، ۵... یہ باہر نکلنا سرپرست کی اجازت سے ہو، ۶... راستے میں اس کی نگاہیں آزادانہ نہ ہوں بلکہ نگاہ نیچے کی ہوئی ہو، ۷... چلتے ہوئے مردوں کی بھیڑ میں اور رش میں نہ گھسے۔

ان تفصیلات سے بخوبی معلوم ہوا کہ اسلام کا مقصود اصلی صرف عورت کی عفت وپاکدامنی نہیں، بلکہ اسلامی سوسائٹی اور اس کے افراد کے درمیان بے حیائی، فحاشی وعریانی کی روک تھام مقصود ہے، جس کا سبب اصلی عورت کی بے حجابی اور بے پردگی ہے، اس لئے اسلام نے پردے کا اصل حکم عورت کو دے کر

اس بات کا پابند بنایا کہ وہ گھر میں چھپی رہے اور بلا ضرورت شرعی گھر سے نہ نکلے۔

۴... اب رہ گئی یہ بات کہ چہرے کا پردہ اسلام میں ہے یا نہیں تو سب سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ ایک ہے بدن کا فی نفسہ چھپانا جس کو ستر عورت کہتے ہیں اور دوسری چیز ہے اجنبی اور غیر محرموں سے پردہ۔ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ دو مختلف چیزیں ہیں اور ان میں کئی اعتبار سے فرق ہے:

ا... ستر عورت یعنی بدن کا چھپانا ان بنیادی فطری امور سے ہے جس کے فرض ہونے پر تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں متفق رہی ہیں، بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر اترنے سے پہلے بھی اس کا وجود تھا، چنانچہ جب حضرت آدم وحواء علیہما السلام سے ممنوعہ درخت سے پھل کھالینے کی وجہ سے جنتی لباس اترنے لگا تو انہوں نے اپنا بدن ظاہر ہونا گوارا نہ کیا، بلکہ فوراً اس کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے درختوں کے پتے اپنے اوپر چپکانے لگے، تاکہ ستر عورت کا انتظام ہو جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”طفقا یخصفان علیہما من ورق الجنۃ“ (طہ:۱۲۱) ... اور (اپنا بدن ڈھانکنے کو) دونوں اپنے (بدن کے) اوپر جنت (کے درختوں) کے پتے چپکانے لگے“۔

شاہ ولی اللہ ”حجۃ اللہ البالغۃ“ میں لکھتے ہیں کہ ستر عورت یعنی بدن چھپانے کا اہتمام کرنا اتفاقی امور میں سے ہے:

”فاتفقوا امثلاً علی ازالۃ نتن الموتی وستر سواٴتھم ثم اختلفوا فی الصور“ (جز۱/ ۱۱۴ باب اتفاق الناس علی اصول الارتفاقات)

جبکہ اجنبی اور غیر محرم مردوں سے پردہ کرنے کا حکم ہجرت کے پانچویں سال نازل ہوا۔

۲... ستر عورت فی نفسہ فرض ہے چاہے کوئی دیکھے یا نہ دیکھے، اسی لئے فقہاء کرام نے تنہائی ویکجائی میں بھی ننگے بدن نماز پڑھنے کو ممنوع قرار دیا ہے، کیونکہ ستر عورت کی شرط نہیں پائی گئی، لیکن حجاب اور پردہ اس وقت فرض ہو جاتا ہے جب اجنبی لوگوں کی نگاہوں میں آنے کا اندیشہ ہو۔

۳...ستر عورت کا حکم مرد اور عورت دونوں کے لئے یکساں حیثیت رکھتا ہے جبکہ حجاب اور پردے کا حکم عورتوں کے ساتھ خاص ہے۔

ستر عورت اور پردے کے درمیان فرق واضح ہو جانے کے بعد اب جاننا چاہئے کہ عورت کے لئے اپنے تمام بدن کا فی نفسہ چھپانا ضروری اور فرض ہے، اس لئے اگر کوئی عورت ننگے سر نماز پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوتی، ستر عورت کے اس حکم میں عورت کا چہرہ اور ہاتھ بھی شامل ہیں، لیکن امور خانہ داری انجام دیتے وقت چہرہ اور ہاتھ چھپانے میں عورت کے لئے تنگی اور مشقت تھی، اس لئے شریعت میں ان کو ستر عورت کے فرض شدہ حکم سے مستثنیٰ قرار دے کر ہر وقت چہرہ چھپائے رکھنے کو لازم نہیں رکھا، البتہ اس کے اجنبی مردوں کے سامنے بھی کھلا رکھنے سے بے حیائی پھیلنے کے پیش نظر اس کے لئے پردے کا حکم دیا۔
ستر عورت اور حجاب (پردے) کے درمیان یہ فرق نہ سمجھنے کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو یہ شبہ لگ جاتا ہے کہ اسلام میں عورت کے چہرے کا پردہ نہیں، بلکہ عورت چہرہ کھولے اجنبی مردوں کے سامنے آجاسکتی ہے، جیسے کہ سوال نمبر (۴) میں مذکور ہے اور اس کے لئے بنیادی آیت جو پیش کی جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:
”ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا“ (النور: ۳۱) :...اور اپنی زینت (کے مواقع) کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس (مواقع زینت) میں سے (غالباً) کھلا (ہی) رہتا ہے (جس کے چھپانے میں ہر وقت حرج ہے“۔

لیکن اس آیت سے چہرے کے اجنبی مردوں سے پردہ نہ ہونے پر استدلال کرنا کئی وجوہ سے درست نہیں:
ا”...الا ما ظھر“ سے چہرہ ہی مراد لینا اور اس کی تفسیر چہرہ سے کرنا واضح اور متعین نہیں، کیونکہ اس کی تفسیر عہد صحابہ ہی میں مختلف رہی ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود ”زینۃ“ (سر جس کے چھپانے کا عورتوں کو حکم دیا گیا ہے) کی تفسیر عورت کی زیب وزینت کی اشیاء مثلاً: لباس، زیورات وغیرہ سے کی ہے، یعنی آیت کا مفہوم یہ ہے کہ عورت اتنی شدت کے ساتھ پردے کی پابند ہو کہ اس کی زیب وزینت کی اشیاء بھی اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر نہ ہوں، البتہ اس زینت کو چھپانے کے لئے جو بڑی چادر یا برقع استعمال کیا جاتا ہے

اگر وہ اجنبی مردوں کی نگاہوں میں آجائے، اسی طرح اگر اس چادر یا برقع کے نیچے سے لباس کے کنارے ظاہر ہوں تو اس میں مضائقہ نہیں، کیونکہ ان کو چھپانے میں بھی حرج اور تنگی ہے۔ البتہ حضرت عبد اللہ بن عباس اسکی تفسیر چہرہ سے کرتے ہیں، لیکن اس سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اسلام میں اجنبی مردوں سے چہرے کا پردہ نہیں، بلکہ صرف ستر عورت سے چہرے کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے، حرج اور تنگی کی بناء پر۔ اور اجنبی مردوں سے پردے کے حکم میں عورت کا باقی بدن اور چہرہ برابر ہیں کہ ان سب کو چھپانا ضروری ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

"وقال ابن مسعود کالرداء والثیاب یعنی علی ما کان یتعاطاہ نساء العرب من المقنعة التی تجلل ثیابها، ومایبدو من اسافل الثیاب فلاحرج علیها فیه، لان هذا لایمکن اخفاؤہ... عن عبداللہ قال فی قوله: "ولایبدین زینتهن" الزینة القرط والدملوج والخلخال والقلادة... قال: الزینة زینتان، فزینة لایراها الا الزوج، الخاتم والسوار، وزینة یراها الاجانب وهی الظاهر من الثیاب" (ابن کثیر ۵۳۸/۴)

تفسیر احمدی میں ہے:

"ولذلک تری صاحب البیضاوی لم یجوز النظر الی الوجه والکف مع انه تیقن بجواز اظهار الوجه والکف لالانهما لیست بعورة، والاظهر ان هذا فی الصلوٰة لا فی النظر، فان کل بدن الحرة عورة لایحل لغیر الزوج والمحرم النظر الی شیئ منها الا لضرورة کالمعالجة وتحمل الشهادة وهذا کلامه ولایخفی حسنه انتهی"۔ (ص: ۵۶۲)

ان تمام حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ "الاما ظہر" سے اول تو چہرہ مراد ہے ہی نہیں اور اگر اس سے چہرہ ظاہر کرنے کو مراد لیا جائے تب بھی اس کا تعلق صرف عورت کی ذات کی حد تک ہے اور بغیر ضرورت شرعی اجنبی مردوں کے سامنے چہرہ ظاہر کرنا ناجائز ہے۔

۲... عورت کو چہرہ کھولنے کی اجازت اس تنگی اور حرج کو دور کرنے کے لئے تھی جو چہرہ ڈھانپ کر گھریلو کام کاج کرنے میں لازم آرہا تھا، جبکہ اجنبی مردوں کے سامنے چہرہ چھپانے میں کسی قسم کی تنگی اور حرج نہیں کہ

عورت کو ان کے سامنے چہرہ کھولنے کی اجازت دی جائے۔

۳... اسی آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"ولا یضربن بارجلھن لیعلم مایخفین من زینتھن" (النور: ۳۱)

ترجمہ... اور (پردے کا یہاں تک اہتمام رکھیں کہ چلنے میں) اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ کہیں ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے"۔

زیورات سے نکلنے والی آواز کو بھی غیر محرموں کو نہ سنانے سے بآسانی یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ غیر محرموں کے سامنے چہرہ کھولنے کی ممانعت کتنی شدید ہو گی۔ احکام القرآن میں امام ابو بکر جصاص رازی لکھتے ہیں:

"قد عقل من معنی اللفظ النھی عن ابداء الزینۃ و اظھارھا لورود النص فی النھی عن اسماع صوتھا، اذ کان اظھار الزینۃ اولیٰ بالنھی مما یعلم بہ الزینۃ، فاذا لم یجز باخفی الوجھین لم یجز باظھرھما"۔
(۴۶۵/۳)

۴... عورت کا چہرہ تمام محاسن کا مجموعہ اور تمام زینتوں کا منبع ہے، اگر باقی بدن مستور ہو اور صرف چہرہ ہی کھلا ہوا ہو تو اسلامی سوسائٹی میں بے حیائی اور فحاشی پھیلنے سے کیا چیز مانع ہو سکتی ہے، خصوصاً اس موجودہ دور میں اس فتنے سے حفاظت کس طرح ممکن ہے جبکہ نیکی اور بدی کے درمیان تمیز اٹھ چکی ہے، دل پلٹ چکے ہیں، بے حیائی قابل فخر ہے اور بے پردگی قابل ستائش۔

اور اگر بالفرض عورت کا چہرہ اس کی طرف سے پردے کا اہتمام نہ کرنے کی وجہ سے کھلا ہوا ہو اور اس کی طرف سے غفلت پائی جا رہی ہو تب بھی اسلام نے اس کی طرف دیکھنے کی مردوں کو اجازت نہیں دی، بلکہ ان کو نظریں نیچی کرنے کا حکم دیا ہے اور فقہاء کرام نے اجنبی عورتوں کی طرف دیکھنے کو حرام قرار دیا ہے، اگرچہ بے حیائی اور فحاشی کا شک بھی نہ ہو، چنانچہ اسی سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم"۔ (النور: ۳۰)

ترجمہ:... آپ مسلمان مردوں سے کہدیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں"۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع اپنے رسالے تفصیل الخطاب میں لکھتے ہیں:

"والحاصل ان النظر الی وجہ الاجنبیۃ وکفیھا حرام عند المالکیۃ والشافعیۃ والحنابلۃ، سواء خیفت الفتنۃ اولا... ومشائخ الحنفیۃ کالجصاص والقھستانی لما رأوا ان ھذہ المواضع الشاذۃ ایضاً کادت تنعدم فی عصرھم فساد الزمان، حکموا بمنع الشابۃ عن کشف وجھھا بین الاجانب کما مر من الدر المختار ورد المحتار او من الجصاص فی احکام القرآن"۔ (احکام القرآن المسمی بدلائل القرآن ۵/۲۹۹)

الغرض شریعت مطہرہ میں جس طرح عورت کے لئے باقی بدن چھپانے کا حکم ہے اسی طرح اس کے لئے اجنبی اور غیر محرموں سے چہرے کو چھپانے کا بھی حکم ہے اور ان کے سامنے بلاضرورت شرعی چہرہ کھولنا جائز نہیں۔ امام ابو بکر جصاص رازی احکام القرآن (۳/۵۴۶) میں لکھتے ہیں:

"یدنین علیھن من جلابیبھن"... قال ابو بکر فی ھذہ الایۃ دلالۃ علی ان المرأۃ الشابۃ مامورۃ بستر وجھھا عن الاجنبین واظھار الستر والعفاف عند الخروج"۔

اب مندرجہ بالا تفصیل کی روشنی میں سوال میں ذکر کردہ نظریات کا جائزہ لیتے ہیں:

۱... قرآن کریم کی آیت جو غض بصر یعنی نگاہیں نیچی رکھنے سے متعلق ہے اس سے یہ مطلب نکالنا درست نہیں کہ عورت کے لئے چہرے کا پردہ نہیں، کیونکہ آیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کی طرف دیکھنے کو حرام قرار دیا ہے ان کی طرف اگر اچانک بلا قصد نظر پڑ جائے تو فوراً نگاہیں جھکا دی جائیں، اس سے اس بات کی طرف اشارہ بھی نہیں ملتا کہ عورت بے محابا اجنبی مردوں کے سامنے اپنا چہرہ کھول کر گھومتی پھرے، کیونکہ چہرے کا پردہ جدا اور مستقل حکم ہے، جس کی تفصیل سابق میں گذر چکی ہے اور غض بصر جدا حکم ہے، غض بصر کے حکم سے چہرے کا پردہ نہ ہونے پر استدلال کرنا صحیح نہیں۔

۲... حضرت ام شریک کی جس حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے کہ ان کے پاس صحابہ کرام کا مجمع لگا رہتا تھا تو اس

کا جواب یہ ہے کہ یہ آنے والے صحابہ کرام اجنبی نہ تھے اور نہ ہی ان کے بارے اس کا تصور کیا جاسکتا ہے کہ وہ اجنبیہ کے ساتھ خلوت اور تنہائی رکھیں گے جبکہ وہ رسول اللہ اکا یہ ارشاد گرامی بھی سن چکے ہوں:

"ایاکم والدخول علی النساء"۔ (مشکوٰۃ: ص:۲۶۸) ترجمہ:...(اجنبی) عورتوں کے نزدیک جانے سے اجتناب کرو۔

اور آپ اکا یہ ارشاد بھی ان کے سامنے ہو:

"لایخلون رجل بامرأۃ الا کان ثالثھما الشیطان رواہ الترمذی۔ (ص:۲۶۹)

ترجمہ:...جب بھی کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں یکجا ہوتا ہے تو وہاں ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

بلکہ ان کے پاس آنے والے صحابہ کرام ان کے اپنے محرم رشتہ دار اور ان کی اولاد تھی، چنانچہ ملا علی قاری مرقاۃ میں لکھا ہے:

"ای من اقاربھا واولادھا فلا یصلح بیتھا للمعتدۃ" (۴۸۶/۶)

لہذا اس حدیث سے محرم مردوں کے عورتوں کے پاس آنے جانے پر استدلال کرنا صحیح نہیں۔

۳...شریعت مطہرہ میں پردے کا حکم عورت کو دیا گیا ہے، مرد کو نہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے اجنبی مرد کو دیکھنے کا حکم اتنا شدید نہیں جتنا مرد کے اجنبی عورت کو دیکھنے کا حکم شدید ہے لیکن عورت کے لئے اجنبی مرد کو دیکھنا صرف اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ یہ دیکھنا بنظر شہوت نہ ہو، البتہ اس کے حق میں بہتر اور فضیلت کی بات یہی ہے کہ وہ اجنبی مردوں کو نہ دیکھے، علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں:

"نعم غضھا بصرھا من الاجانب اصلا اولیٰ بھا واحسن" (۳۳۵/۹)

لہذا عورتوں کے لئے ایسا نقاب تجویز کرنا صحیح ہے کہ جس سے ان کی اجنبی مردوں پر نظر نہ پڑ سکے تاکہ دلوں کی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ اسلامی معاشرہ بے حیائی اور فحاشی کی آلودگیوں سے پاک وصاف رہے۔

۴... ستر عورت اور پردے کے درمیان فرق ماقبل میں گذر چکا ہے، چنانچہ فی نفسہ چہرہ اگرچہ ستر عورت میں داخل نہیں، لیکن اجنبی مردوں سے اس کا پردہ بہر حال ضروری اور لازمی ہے۔

۵... قرآن کریم کی اس آیت "ولیضربن بخمرہن علی جیوبہن" میں "وجوہہن" کے بجائے "جیوبہن" اس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ جاہلیت کی رسم بد کو مٹانا مقصود تھا، کیونکہ اس زمانے میں عورتیں جب چادر وغیرہ اوڑھتی تھیں تو صرف سر پر اوڑھنی اوڑھ کر اس کے دونوں پلو کندھوں پر لٹکالیا کرتی تھیں جس کی وجہ سے سینہ اور گردن کھلے رہ کر بے حیائی اور فحاشی پھیلانے کا ذریعہ بنتے تھے، اس کی روک تھام کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا کہ سر پر اوڑھنی اوڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کو سینے پر بھی گھمالیں، تاکہ سینہ اور گردن وغیرہ بھی مستور ہو جائیں۔(تفسیر قرطبی ۱۲/ ۲۰۹)

اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ عورت اجنبی مردوں کے سامنے چہرہ کھلا رکھے اور نہ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اسلام میں چہرے کا پردہ نہیں۔

۶ ...اس کی تفصیل سابق میں گذر چکی ہے۔

۷ ...اس آیت "ولا یضربن...الخ" میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو اپنی زینت والی اشیاء مثلاً زیوارات وغیرہ کی آواز جھنکار کو بھی غیر محرموں کو سنانے سے منع کیا ہے، چاہے وہ درون خانہ ہوں یا بیرون خانہ، لہذا اس حکم کو صرف بیرون خانہ زندگی کے ساتھ خاص کرنا درست نہیں۔

۸... یہ بات صحیح ہے کہ عورت کی آواز کا پردہ نہیں، لیکن آیت "فلا تخضعن بالقول" کو صرف موجب فتنہ آواز کے ساتھ خاص کرنا صحیح نہیں، بلکہ اس میں اجنبی مردوں سے بلاضرورت شرعی گفتگو کرنا اور ہنسی مذاق کی بھی ممانعت داخل ہے۔

احکام القرآن للجصاص میں ہے:

"والدلالة علی ان الاحسن بالمرأة ان لاترفع صوتها بحیث یسمعها الرجال،،۔(۳/ ۵۲۹ طبع قدیمی)

اس آیت "ولو اعجبک حسنھن" سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عورت کے لئے چہرے کا پردہ نہیں، کیونکہ آیت میں یہ ہے کہ اگرچہ عورتوں کا حسن اچھا معلوم ہو۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ امر غیر اختیاری ہے لیکن اس کے لئے مذموم طریقے پر شرعی اجازت کے بغیر قصد وارادے سے اجنبی عورتوں کو بنظر شہوت دیکھنا کہیں سے بھی ثابت نہیں ہوتا اور صرف اسی آیت کو لے کر چہرے کا پردہ نہ ہونے پر استدلال کرنا صحیح نہیں، دیگر ان تمام آیات وروایات سے صرف نظر کرتے ہوئے کہ جن میں حجاب اور پردے کا حکم دیا گیا ہے، صرف اس آیت سے اپنی خواہش اور پسند کا مطلب نکال لینا اور بقیہ تمام کی تمام صریح نصوص سے آنکھیں بند کرلینا الحاد اور بے دینی کا راستہ ہے۔

۹،۱۰،۱۱... یہ آیت ہی پردے کی اصل بنیاد ہے، اسی میں عورتوں کو گھروں میں بیٹھے رہنے حکم دیا گیا ہے، کیونکہ عورت کا تمام بدن قابل پردہ ہے، البتہ اگر گھریلو اثاثوں اور سازوسامان سے متعلق کوئی اجنبی ان سے سوال کرے تو حکم یہ ہے کہ پردے کے پیچھے سے سوال کرے، تاکہ ان عورتوں کا کوئی بھی حصہ ان کے سامنے ظاہر نہ ہو اور یہی اسلام کا مطلوب اصلی ہے، اس میں چہرے کا پردہ بھی شامل ہے، اس سے یہ مطلب نکالنا صحیح نہیں کہ اس آیت کا تعلق نامحرموں سے ہے، عورتوں سے نہیں، لہذا وہ اپنا چہرہ اجنبی مردوں کے سامنے کھلا رکھیں، یہ محض رائے زنی اور قرآنی آیات میں من چاہی تاویلات کرنا ہے۔

۱۲... عورت کا اصل مقام گھروں میں بیٹھنا ہے، اس کی خلقت ایسی نہیں کہ وہ مردوں کے شانہ بشانہ کاروبار زندگی میں مردوں کے ساتھ تعاون کریں، جیسا کہ سابق میں آیات وروایات سے اس پر حوالے پیش کئے جاچکے ہیں۔ البتہ ضرورت شرعی کے پیش نظر اسلام نے اگرچہ عورت کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے، لیکن وہی پردے کی مکمل پاسداری کے ساتھ جس کی تفصیل گذرچکی ہے، لہذا اگر دیندار لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ا کے عطاء کردہ احکامات پر عمل کرتے ہیں تو یہ قابل عیب نہیں، البتہ اس کو قابل عیب

بتانے والے خود اسلام کے مقابلے میں جاہلیت کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔

۱۳... اس آیت "فامسکوھن فی البیوت" کا تعلق عام زندگی سے نہیں، بلکہ ابتداء اسلام میں یہ حکم تھا کہ اگر عورت سے کسی فاحشہ یعنی زنا کا صدور ہو جائے تو چونکہ اس بارے میں کوڑوں اور رجم کے احکامات ابھی تک نازل نہیں ہوئے تھے، اس لئے اس عورت کی سزا یہ مقرر کی گئی کہ اس کو سزا گھر میں قیدی بنا کر رکھو، یہاں تک کہ اس کے لئے دوسرا حکم نازل ہو جائے، بعد میں جب سورۃ النور میں زنا کرنے پر حد جاری کرنے کا حکم آگیا تو گھر میں عورت کو قیدی بنانے کی سزا ختم کر دی گئی۔ اس سے ہر گز یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ عورت اگر باکردار ہو تو اس کو باہر گھومنے پھرنے کی مکمل آزادی ہے۔ جبکہ عورتوں کے لئے دوسری صریح آیات اور احادیث موجود ہیں جن میں ان کو گھروں میں بیٹھے رہنے کا حکم دیا گیا ہے جو بلاضرورت شرعی ان کے گھر سے باہر نکلنے پر صراحۃً ممانعت پر دلالت کرتی ہیں۔

پس یہ ملحد اور بے دین لوگوں کا شعار رہا ہے کہ وہ قرآن کریم اور احادیث کے واضح اور صریح احکامات کو چھوڑ کر متشابہات اور محتملات والی آیات و روایات کو لے کر اپنا من چاہا مطلب نکالتے ہیں اور الحاد اور بے دینی کی راہ ہموار کرتے ہیں، ایسے لوگوں سے متعلق ہی باری تعالیٰ کا فرمان ہے:

"ان الذین یلحدون فی آیاتنا لایخفون علینا"۔ (حم سجدہ: ۴۰)

ترجمہ:... جو لوگ ٹیڑھے چلتے ہیں ہماری باتوں میں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں یعنی سیدھی سیدھی باتوں کو واہی تباہی شبہات پیدا کر کے ٹیڑھے بناتے ہیں یا خواہ مخواہ توڑ موڑ کر غلط مطلب لیتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

۱۴... عورت کا بوجہ شرعی مکمل پردے کے ساتھ چہرہ چھپا کر گھر سے باہر نکلنا ہی اسلامی تعلیمات کے عین مطابق اور تمام آیات اور روایات پر عمل اور ان کی بجا آوری ہے، جس سے پردے سے متعلق اسلامی احکامات اپنی اصل شکل وصورت میں زندہ رہتے ہیں اور حیاء، عفت اور عصمت کے تحفظ کی جو ذمہ داری اسلام نے لی ہے وہ حقیقت بن کر دنیا کے سامنے آتی ہے۔

۱۵.... بخلاف چہرہ کھول کر اجنبی مردوں کو دعوت نظارہ دینے سے اسلام کی حیاء سے متعلق تعلیم اور فلسفے پر زد پڑتی ہے اور اسلام کی روح متاثر ہوتی ہے، یہ اصل اسلام نہیں، بلکہ جاہلیت اولیٰ کی دوبارہ آبیاری ہے، جیسا کہ مشاہدے سے ہر عاقل وبالغ اور فکر سلیم کا حامل انسان بخوبی جان سکتا ہے۔

الغرض جس شخص کے یہ نظریات ذکر کئے گئے ہیں، بالکل غلط اور تعلیمات اسلام کے خلاف ہیں، ان نظریات کی پرچار کرنے والا شخص اگر جان بوجھ کر تمام آیات قرآنیہ اور احادیث رسول اسے صرف نظر کرکے، فقہا، اکابر اور سلف صالحین کی تشریحات کے خلاف اپنی من چاہی تاویلات اور ترشیحات کرتا ہے تو ایسا شخص سراسر گمراہ ہے، جس سے تعلیم وتعلم کا سلسلہ قائم رکھنے سے نہ صرف فکری ارتداد کا خدشہ ہے، بلکہ اسلام کی ٹھوس تعلیمات میں رخنہ اندازی کرنے کی وجہ سے نظریاتی سرحدوں کے تباہ ہونے کا بھی خدشہ ہے، لہذا ایسے شخص سے مکمل اجتناب ضروری ہے، تاکہ دین اسلام کی تعلیمات پر درست طریقے سے عمل کیا جاسکے۔------------------------------------- عاطف علی

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

الجواب صحیح	الجواب صحیح
محمد عبدالمجید دین پوری	محمد شفیق عارف
مفتی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی	مفتی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی